پیش لفظ

ترجمہ ایک زبان کے افکار و علوم کو کسی دوسری زبان میں منتقل کرنے کا نام ہے، لیکن منتقلی کا کام کیسے کیا جائے، یہ ذرا مشکل سوال ہے۔ جہاں تک سائنسی علوم کا تعلق ہے وہاں اتنے مسائل نہیں ہیں بشرطیکہ مترجم کو دونوں زبانیں آتی ہوں اور جس علم کا ترجمہ کیا جا رہا ہو اس پر مترجم کو مکمل عبور بے شک حاصل نہ ہو مگر اسکی سمجھ بوجھ ضرور ہو۔ دو جمع دو ہر زبان میں چار ہوتے ہیں۔ نیوٹن کے قوانین کا اردو میں وہی مفہوم ہو گا جو انگریزی بلکہ اس کی اصل لاطینی میں ہے۔ دشواری اصطلاحات میں پیش آتی ہے۔ اصطلاحات اصل زبان میں بھی کامل نہیں ہوتی ہیں۔ صرف اس کا استعمال ہی مستقل مفہوم عطا کرتا ہے۔ یہ تو سائنس کی بات ہے مگر جب ہم ادب کی دُنیا میں داخل ہوتے ہیں تو صورت حال یکسر بدل جاتی ہے۔ یہاں ہم یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتے کہ لغت میں کسی لفظ کے جو معنی دیئے گئے ہیں کسی متن میں بھی انھیں کا اطلاق ہو گا یا اس نے کوئی اور مفہوم اختیار کر لیا ہے۔ اُردو والوں کو فارسی اور عربی کے ادب کا ترجمہ کرنے میں بھی زیادہ دقت پیش نہیں آنا چاہیے کیونکہ جملوں کی ساخت مختلف ہونے کے باوجود اردو کا ذخیرہ الفاظ زیادہ تر ان ہی دو زبانوں کا مرہون منت ہے۔ مگر معاملہ مغربی زبانوں کا آتا ہے تو صورت حال یکسر تبدیل ہو جاتی ہے۔ مغربی زبانوں کی ساخت، ذخیرہ الفاظ ہی ایک دوسرے مختلف نہیں بلکہ انکا مزاج ہماری زبانوں سے قطعاً جداگانہ ہے۔ ترجمہ تہذیبوں کو ایک دوسرے کے قریب لانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ دوسری تہذیبوں سے کچھ سیکھنے اور اپنی تہذیب کو بہتر بنانے میں اس کا بڑا ہاتھ ہے۔

شیکسپیئر ڈرامے کی تخلیقی دنیا میں اپنا ثانی نہیں رکھتا۔ ایلزابتھ کے عہد کا یہ ڈرامہ نگار وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ لافانی ہو گیا اور اس کی ڈرامائی عظمت ایک تلمیح کی صورت اختیار کر گئی۔ شیکسپیئر کی تخلیقات کو اُردو میں ترجمہ کرنے کی روایت تقریباً ۱۹ صدی کے آخر میں شروع ہوتی ہے۔ اور

اب یہ صورت حال ہے کہ شیکسپیئر انگریزی ادب کا ایسا تخلیق کار ہے جس کے اردو میں سب سے زیادہ تراجم ہوئے ہیں۔شیکسپیئر کے ۳۷ ڈراموں کے ڈیڑھ سو کے لگ بھگ اردو ترجمے ہوئے ہیں۔گل کرسٹ کو یہ اوّلیت حاصل ہے کہ اس نے شیکسپیئر کے دو ڈراموں کے چند اقتباس ترجمہ کیے ہیں۔ پھر ۱۸۹۰ء میں احسان اللہ چڑیا کوٹی نے شیکسپیئر کے ڈراموں کا ترجمہ شروع کیا۔شیکسپیئر کے ایک ایک ڈرامے کے کئی تراجم ہوئے ہیں جن میں سے سب تراجم کا تقابلی جائزہ پیش کرنا ناممکن تھا۔کیونکہ ہایئر ایجوکیشن کمیشن کی ہدایت کے مطابق پی۔ایچ۔ڈی کے مقالہ کے سلسلے میں ضخامت کا خیال رکھنا ضروری تھا۔ البتہ اپنے نگران مقالہ جناب ڈاکٹر خالد محمود سنجرانی کے مشورے سے نمائندہ ڈراموں کے ان نمائندہ تراجم کا انتخاب کیا گیا ہے۔جن سے ڈرامے کی تفہیم اور تراجم کا تقابل ممکن ہو سکا ہے۔ البتہ شیکسپیئر کے تمام تراجم کا ذکر ضرور کر دیا گیا ہے۔چند ایک ڈراموں کا مسئلہ تھا کہ ان کا صرف ایک ترجمہ ہوا ہے اور ایسی صورت میں تقابل کی وہ فضا پیدا نہ ہو سکی جو موضوع کا دائرہ کار تھا۔ البتہ ان میں سے بعض تراجم کا تجزیہ پیش کر دیا گیا۔اس مقالہ کو چھ ابواب میں منقسم کیا گیا ہے۔

باب اوّل **"اُردو میں انگریزی ڈراموں کے تراجم کی روایت"** میں انگریزی ڈراموں کے اُردو تراجم کی روایت کے حوالے سے تحقیق کی گئی ہے۔ اس باب میں صرف اپنے موضوع کے حوالے سے تحقیق کی ہے۔ ایسا نہیں کہ بے جا تفصیلات پیش کرنے کے لیے تراجم کی روایت یا انگریزی سے تراجم کی روایت کو شامل کیا ہو کیونکہ اس حوالے سے کام ہو چکا ہے جن اداروں نے انگریزی تراجم کے حوالے سے گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں ان کا ذکر کیا گیا ہے اور ان اداروں کی نمائندہ تصانیف کا ذکر کیا گیا ہے۔

باب دوم **"برصغیر میں شیکسپیئر کے تراجم کی ابتدائی روایت اور تعارف"** میں دُنیائے فنِ ڈرامہ کے بادشاہ شیکسپیئر کے ڈراموں کے مختلف زبانوں میں تراجم کا ذکر کیا گیا ہے۔ شیکسپیئر ایسا ادیب ہے جس کی تخلیقات کو صرف ایک زبان یا دو زبانوں میں ترجمہ نہیں کیا گیا ہے۔ بلکہ شیکسپیئر کے ڈراموں کو قومی، بین الاقوامی اور علاقائی زبانوں میں بیک وقت ترجمہ کیا گیا ہے۔ ان تراجم سے اندازہ ہوتا

ف تہذیبوں کے لوگوں نے شیکسپیئر کو سمجھا اور اپنی زبان میں ڈھالا تا کہ اس زبان کے لوگ نظریات و افکار سے روشنی حاصل کر سکیں۔شیکسپیئر کے ایک ایک ڈرامہ کے ایک ہی زبان تراجم ہوئے ہیں۔ خاص طور پر اردو میں ایک ہی ڈرامے کو بہت سے مترجمین نے اردو ڈھالا۔شیکسپیئر کے ڈراموں میں المیہ ڈراموں کے تراجم زیادہ ہوئے ہیں۔طوالت کے قالہ کی شرائط کے پیش نظر ان تراجم میں سے نمائندہ تراجم کا انتخاب کرنا پڑا ہے۔جن کی پیئر کے تراجم کا جائزہ لیا گیا ہے۔

ب سوم "**شیکسپیئر کے المیہ ڈراموں کے اُردو تراجم کا تقابلی مطالعہ**" میں شیکسپیئر کے المیہ کے اُردو تراجم کا آپس میں تقابل کیا گیا ہے۔جیسا کہ اس سے قبل ذکر ہوا ہے کہ شیکسپیئر کے ں کے اُردو تراجم بہت زیادہ ہوئے ہیں۔اصل میں تھیٹرلکل کمپنیوں کے زیر اہتمام ہونے م میں عوام کے ذوق کو مد نظر رکھا گیا ہے۔ اور دیگر مترجمین نے بھی دیکھا کہ المیہ ڈرامے کی وہ تخلیقات ہیں جن میں رنگِ زیست ہر طرح عیاں ہے اور انسانی، نفسیاتی اور فطری ڈراموں میں موجود ہیں۔ایک ہی ڈرامہ کے بہت سے تراجم ہونے کی وجہ سے انتخاب کرنا ر نمائندہ تراجم کا تفصیلی ذکر کیا گیا ہے۔

ب چہارم "**شیکسپیئر کے طربیہ ڈراموں کے اُردو تراجم کا تقابلی مطالعہ**" میں طربیہ ڈراموں کا تقابلی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ طربیہ ڈراموں میں اکثر ایسے ڈرامے تھے جن کے صرف زجے کا ذکر ملتا ہے اور بعض کا کوئی بھی ترجمہ نہیں ملتا ہے۔مترجمین نے شیکسپیئر کے اندر چھپے ب انگیز جذبات کو اُردو میں پیش کیا گیا ہے۔ یہ ڈرامے شیکسپیئر کے پہلے دور کی تخلیقات نے آخری دور میں المیہ ڈرامے لکھے ہیں۔

ب پنجم "**شیکسپیئر کے تاریخی ڈراموں کے اُردو تراجم کا تقابلی مطالعہ**" میں شیکسپیئر کے تاریخی کے اُردو تراجم کا تقابلی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔ یہ دیکھا گیا ہے شیکسپیئر کے تاریخی ڈراموں کے ہ تراجم نہیں ہوئے ہیں۔عوام کے ذوق کو تراجم میں بہت دخل رہا ہے۔ تھیٹرلکل کمپنیوں نے

جو تراجم کرائے ہیں اس میں انہوں نے دیکھا کہ ایسے تراجم کروائے جائیں جن کو اسٹیج کیا جا سکے۔المیہ اور طربیہ کو تاریخی سے زیادہ بہتر انداز سے اسٹیج کیا جا سکتا تھا۔اس لیے تاریخی ڈراموں تراجم کی طرف کم توجہ دی گئی۔ تاریخی ڈراموں میں چونکہ بادشاہوں کی ذکر ہے اور تاریخی شخصیات کا ذکر ہمارے مترجمین نے بھی اس طرف کم توجہ دی ہے۔

باب ششم **"مجموعی جائزہ"** میں مجموعی طور پر شیکسپیئر کے فنِ ڈرامہ سے اُردو ڈرامہ پر کس انداز سے اثرات مرتب ہوئے۔ اس تحقیقی کام کے سلسلے میں آنے والے مشکلات کا ذکر کیا گیا ہے اور مجموعی طور پر ہر باب کے بارے میں کچھ کلیدی باتیں کی گئی ہیں اس تحقیقی مقالے کے سلسلے میں مجھے مواد کی بازیابی کے حوالے سے کافی تگ ودو کا سامنا رہاہے۔جناب ڈاکٹر سہیل احمد خان کی مشاورت اور راہنمائی سے یہ موضوع طے ہوا اور آپ کے حسن انتخاب اور میری خواہش کے مطابق جناب ڈاکٹر خالد محمود سنجرانی میرے نگران مقرر ہوئے۔ افسوس ڈاکٹر سہیل احمد خان ہمارے درمیان نہیں رہے۔ اُردو ادب میں ڈاکٹر صاحب جیسی بین الاقوامی علمی شخصیت اور شفیق استاد سے محروم ہوجانا ہماری بد قسمتی ہے۔ میرے اس تحقیقی کام کے سلسلے میں جناب ڈاکٹر خالد محمود سنجرانی نے کمال شفقت سے اس پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں میری ہرطرح سے مدد اور راہنمائی فرمائی، میں جناب ڈاکٹر خالد محمود سنجرانی صاحب کا انتہائی شکر گزار ہوں جنہوں دیار غیر میں میری راہنمائی کو اپنی ذمہ داری سمجھا۔ ڈاکٹر خالد محمود سنجرانی پوسٹ ڈاکٹریٹ کے سلسلے میں ہائیڈل برگ یونیورسٹی جرمنی تشریف لے گئے۔آپ نے ہائیڈل برگ یونیورسٹی جرمنی کے کتب خانے کو جب تحقیقی مقصد کے لیے کنگالا تو وہاں سے شیکسپیئر کے پہلے مترجم احسان اللہ چڑیا کوٹی کا مجموعہ ''فسانہ دل پذیر'' ملا جو اب نایاب ہے۔ جناب ڈاکٹر خالد محمود سنجرانی وہاں سے میرے لیے ایک کاپی لے آئے۔اور یہ مواد میرے تحقیقی مقالے کے لیے بہت اہمیت کا حامل ہے۔

میں اپنے تحقیقی کام کے سلسلے میں دفتری امور یا راہنمائی کے سلسلہ میں جب بھی صدر شعبۂ اُردو جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد شفیق عجمی کے پاس حاضر ہوا۔ آپ نے کمال شفقت سے معاملات حل

جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد شفیق عجمی جیسی علم دوست شخصیت کا صدر شعبۂ اُردو ہونا ہمارے جیسے
ب علموں کے لیے ایک نعمت سے کم نہیں ہے۔ میں اپنے تحقیقی مقالے کے تکمیلِ کار کے سلسلہ میں
ناب پروفیسر ڈاکٹر محمد شفیق عجمی کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔ میں جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد شفیق عجمی
حبتوں کا اسیر ہوں۔

میں اپنے قابل صد احترام اساتذہ کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں جنہوں نے میری راہنمائی
ر ہمیشہ افزائی فرمائی ہے۔جن میں جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد فخر الحق نوری صدر شعبہ اُردو اورینٹل کالج
جاب یونیورسٹی لاہور، جناب ڈاکٹر ناصر عباس نیر، جناب ڈاکٹر ضیاالحسن اور جناب ڈاکٹر ہارون قادر
کا شکر گزار ہوں ۔جنہوں نے میری راہنمائی کی ہے۔

میں اس بات کا اعتراف کرتا ہوں کہ میرا یہ تحقیقی کام پایہ تکمیل تک نہ پہنچتا اگر میرے احباب
کی معاونت ساتھ نہ ہوتی۔ میں اپنے دوست غلام ربانی ملک جن کی بے پناہ محبتوں کا جتنا ذکر کروں کم
ہے۔جنہوں نے میرے لیے لاہور میں قیام کو ممکن بنایا۔ جناب عمران علی اور جناب اظہر حسین جیسے علم
دوست احباب سے متعارف کروایا۔ جناب عمران علی اور جناب اظہر حسین نے شیکسپیئر کے ڈراموں
کے متن کے حوالے سے اور انگریزی ادب کے حوالے سے میری بہت راہنمائی کی۔ میں ان کا تہہ دل
سے شکر گزار ہوں۔

میں گورنمنٹ کالج شاہ پور کے تمام رفقاء کار بالخصوص جناب صاحبزادہ محبوب حسین صاحب
(ناظم ادارہ معین الاسلام بیربل شریف) کی دعاؤں اور محمد شفیق لیکچرر اسلامیات کی بے پناہ محبتوں کا
احسان مند ہوں۔ جنہوں نے ہمیشہ میری حوصلہ افزائی کی۔ گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ کالج جوہر آباد
کے رفقاء کار نے بھی میری حوصلہ افزائی کی اور اپنی کلاس فیلو اسماء فاطمہ جس نے ذمہ داری اور خلوص
میری معاونت کی ہے۔ میں ان تمام احباب کی محبتوں کا مقروض ہوں۔

میں نے یہ تحقیقی کام محترم والد صاحب اور محترمہ والدہ صاحبہ کی دعاؤں کی بدولت سرانجام
دیا۔ ان کی دُعاؤں کی بدولت مجھے اپنی کم مائیگی اور کم علمی کا کبھی احساس نہیں ہوا۔ میں اپنی اہلیہ مریم

کا شکر گزار اس تحقیقی کام کو وقت دینے کے سلسلہ کبھی گھریلو ذمہ داریوں کو رکاوٹ نہیں بننے دیا۔

مواد کی فراہمی کے سلسلے میں گورنمنٹ کالج لاہور لائبریری، اورینٹل کالج پنجاب یونیورسٹی لاہور لائبریری، پنجاب پبلک لائبریری، دیال سنگھ لائبریری، جامعہ کراچی لائبریری، غالب لائبریری، مجلس ترقی ادب لائبریری، انجمن ترقی اردو لائبریری کے منتظمین و ملازمین کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں کہ انہوں نے میری ہر ممکن اعانت فرمائی۔

اس تحقیقی مقالے کی کمپوزنگ کے سلسلے میں اپنے شاگرد رشید محمد عمران فرید (ادارہ معین الاسلام بیربل شریف)، چھوٹے بھائیوں یاسر شہزاد اور ناصر شہزاد کا شکر گزار ہوں۔

محمد عاصم شہزاد
اسسٹنٹ پروفیسر
گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ کالج
جوہر آباد (خوشاب)